سوال

باغ فدک سے محرومی پر حضرت فاطمۃالزہراء تادم مرگ ناراض رہیں۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

باغ فدک سے محرومی پر حضرت فاطمۃالزہراء تادم مرگ ناراض رہیں۔ فغضبت حتی توفیت (بخاری) فاطمة بضعة منی من اغضبها اغضبنی (بخاری) چنانچہ صغریٰ کبریٰ سے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی ناراضی بھی ثابت ہوتی ہے ایسے اصحاب ثلاثہ بہشتی اور مغفور کیوں کر قرار پائے ؟ یا للعجب، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ شیخین کے حق میں کہتے تھے، کاذبا خائنا خاورا- جیساکہ حضرت عمرؓ نے خود اعتراف بھی کرلیا تھا (صحیح بخاری) لہٰذا آپ کے پاس کوئی صحیح جواب ہو تو تحریر کریں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اولاً یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضی والی حدیث تو حضرت علیؓ کے بارے میں ہے۔ «فاطمة بضعة منی فمن اغضبها فقدا غضبنی» ص 532 بخاری) پھر آپ کے درج شدہ الفاظ صحیح نہیں ہیں آپ نے « فغضبت حتی توفیت کو فمن اغضبها فقدا غضبنی» کے ساتھ ملاکر غضب کردیا۔ آخری الفاظ تو حضرت علیؓ کے متعلق ہیںؒ پھر اس سے صغریٰ کبریٰ نکالتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو (معاذاللہ) اس کا مصداق قرار دیا ہے جو کہ سراسر ظلم ہے ثانیاً بخاری شریف میں فغضبت حتی توفیت کے ساتھ دوسرے الفاظ بھی ہیں جو یہ ہیں۔

« عن عائشة فقال لهما أبو بكر: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول: لا نورث، ما تركناه صدقة، إنما يأكل آل محمد من هذا المال قال أبو بكر: واللہ لا أدع أمرا رأيت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يصنعه فيه إلا صنعته قال: فهجرته فاطمة عليها السلام فلم تكلمه حتى ماتت»
(بخاری شریف ص995، 996)

اس روایت میں حضرت ابوبکرؓ کی معذرت اوراس کی دلیل جس کے بعد حضرت فاطمہ کا دوبارہ مطالبہ نہ کرنا صاف طور پر ذکر ہے اور فہجرت کا معنی یہ ہے کہ پھر جناب فاطمہؓ نے جناب ابوبکرؓ سے فدک کے معاملے پر ملاقات نہیں کی اور پھر چھ ماہ کے بعد اپنے اباجی ﷺ کو جاملیں اور بخاری کی دوسری حدیث میں وجدت کا لفظ بھی آیا ہے۔ جس کا معنی ندمت اور حزنت ہے اس لیے اب معنی یوں ہوگا کہ حضرت صدیقؓ سے آپ نے جب معقول جواب سنا تو اپنے دعوے پر نادم ہوئیں اور غضبت کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہنیں اپنے آپ پر غصہ آیا ہو۔

جواب 2 :۔ اغضاب اور غضب میں نمایاں فرق ہے۔ اغضاب کا معنی بلاوجہ ناراض کرنا ہوتا ہے لیکن حضرت ابونکر صدیقؓ نے تو حدیث ''لا نورث، ما ترکناہ صدقة'' کی وجہ سے مجبوری کا اظہار فرمارہے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ راست فیصلہ وما اٰتاکم الرسول فخذوہ کے عین مطابق تھا۔

بجرم عشق تو میکشند و غوغائیت

تونیز سربام آکہ خوش تماشہ الیت

حضرت فاطمہ کی یہ ناراضگی اور رنجیدگی محض غلط فہمی کی بناء پر تھی اور اہل اللہ کی ایسی رنجیدگی جس کی بنیاد غلط فہمی پر ہو اس کا کوئی نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہوتا۔ ورنہ حضرت ہارونؑ پر حضرت موسیٰؑ ناراض ہوگئے تھے، توکیا حضرت ہارونؑ مغضوب علیہ قرار پائیں گے؟ ہرگزہرگز نہیں۔

جواب 3 : حضرت فاطمہؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی صلح ہوگئی تھی جیساکہ بہیقی نے نقل کیا ہے۔

«روی البیهقی من طریق الشعبی أن أبا بکر عاد فاطمة فقال لها علی هذا أبو بکر یستأذن علیک قالت أتحب أن آذن له قال نعم فأذنت له فدخل علیها فترضاها حتی رضیت» (حاشیہ بخاری شریف ص **532** ص **1**)

''حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو راضی کرلیا اور وہ راضی ہوگئیں۔''

علاوہ ازیں حضرت ابوبکرؓ نے بقول شیعہ مصنف کے فدک بھی حضرت فاطمہؓ کو دے دیا۔ (ملاحظہ ہو: اصول کافی ص 355) اور شیخ ابن مطہر جلی نے بھی منہاج الکرامہ میں اعتراف کیا ہے:

لما وعظت فاطمۃ ابا بکر فی فدک- کتب لها کتابا وردها علیها اور حجاج السالکین میں ہے:
فقالت: واللہ لتفعلن فقال واللہ لأفعلن فقالت اللهم اشهد فرضیت بذالک وأخذت العهد علیه. (تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص 279)

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حجرت فاطمہؓ کو فدک کی تحریر لکھ دی تھی۔ (جلاء العیون اردو ص 151)

حضرت علیؓ پر ناراضگی:۔

جیساکہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے اس کے برعکس من اغضبها فقد اغضبنی حضرت علیؓ کے حق میں وارد ہیں۔ جیساکہ خود شیعہ لٹریچر میں موجود ہے۔ جلاء العیون ص 137 اور ص 63، 62 مترجم اردو کو ملاحظہ کرلیا جائے۔ حضرت امام صادق سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ابو جہل کی بیٹی (جمیلہؓ) سے نکاح کرنا چاہا۔ جناب فاطمہؓ ناراض ہوکر میکے چلی آئیں، حجرت نبی ﷺ نے جناب امیر کو کہا کہ جاؤ ابوبکرؓ اور عمرؓ کو بلاؤ، پس جناب امیرگئے۔ ابوبکر و عمرؓ کو بلا لائے، جب نزدیک رسول خدا ہوئے تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا علی! تم نہیں جانتے کہ فاطمہ میرے پارہ تن ہے اور میں فاطمہؓ سے جس نے اسے ایذاء دیا اس نے مجھے ایذء دیا الخ۔ اور بالکل یہی واقعہ ہماری کتب احادیث میں بھی موجود ہے چنانچہ ترمذی شریف میں ہے۔

«عن عبداللہ بن الزبیر، أن علیا ذکر ابنة أبی جهل، فبلغ النبی، فقال إنما فاطمة بضعة منی، یؤذینی ما آذاها، و ینصبنی ما أنصبه» ا (ص **549** ج **2**)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ھے کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو جب آنحضرت ﷺ کو اطلاع پہنچی تو فرمایا کہ فاطمہؓ میرا گوشہ جگر ہے، جو چیز فاطمہؓ کو تکلیف دہ ہے وہ مجھے بھی تکلیف دہ ہے، جو چیز اس کیلیے بوجھ کا سبب ہے وہ میرے لیے بھی ہے۔ (مسلم شریف ص 290 ج 2)

اسی طرح شیعہ اصول کے مطابق توصغریٰ کبریٰ جوڑ کر حضرت علیؓ کے حق میں بھی وہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے جو نتیجہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں نکالنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔ فرمائیے کیا آپ کے اصول کے مطابق حضرت علیؓ مغضوب علیہ ہوگئے۔ یا للعجب۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ بحمد اللہ ہمارے نزدیک لاریب حضرت علیؓ اپنے پشروؤں کی طرح جنتی ہیں چوتھے درجہ اور چوتھے خلیفہ برحق تھے۔

خلفاء ثلاثہ مغفور اور جنتی ہیں :

خلفاء ثلاثہؓ کے جنتی ہونے پر دلائل یہ ہیں، چند آیات ملاحظہ ہوں :

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ * يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ (التوبہ: 20تا21)

''جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں مالوں کے ساتھ اور جانوں کے ساتھ، یہی لوگ اللہ کے ہاں درجے میں بڑے ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت رضامندی اور جنت کی نوید سناتا ہے اور ان کے لیے اس جنت میں دائمی نعمتیں ہیں۔''

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ: 111)

''اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو اپنی جنت کے عوض خرید لیا ہے۔''

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (المجادلہ: 22)

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے جن کے دلوں کی تختیوں میں ایمان کندہ کر دیا ھے اور ان کی غائب سے تائید فرمائی ھے اور انہیں ایسی جنت میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ پر خوش ہوگئے یہی اللہ کی جماعت ہے اور خبردار اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔''

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبہ: 100)
لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (التوبہ: 88)

اور بھی ایسی بے شمار آیات قرآنیہ ہیں جن میں ان قدسیوں کے محامد و محاسن اور مناقب و فضائل کے تذکرے موجود ہیں۔ بلکہ خود شیعہ کی کتابیں بھی خلفاء ثلاثہ کے فضائل سے بھری پڑی ہیں چند حوالے منگارش کیے دیتا ہوں فروع کافی ص146ج3۔ تفسیر حسن عسکری ص231 تفسیر آیت غار تفسیر قمی ص 157 تفسیر آیت غار۔ کشف الغمہ 220 مطبوعہ ایران احتجاج طبرسی۔ مجمع البیان 28 آیۃ الذی بالصدق وغیرہ-

آخری بات اور اس کا جواب :

آخر میں جو یہ لکھا ہے کہ ''حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ شیخین کو کاذب، آثم، خائن اور غادر سمجھتے تھے اور حضرت عمرؓ نے اس کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔''

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ بھی کم علمی کی دلیل ہے۔ حضرت عمرؓ نے اعتراف نہیں کیا بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو بطور تنبیہ ایسا فرما رہے ہیں کہ جو فیصلہ حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل ما ترکنا صدقۃ صادر فرمایا اور میں نے اسی کو بحال رکھا، کیا تم لوگ مجھے اور حضرت ابو بکرؓ کو تعمیل ارشاد نبوی ﷺ میں کاذب، آثم، غادر اور خائن سمجھتے ہو حالانکہ خدا جانتا ہے کہ میں اپنے موقف میں صادق، بار، راشد اور متبع حق ہوں اصل الفاظ یہ ہیں۔ واللہ یعلم انی الصادق بار راشد تابع للحق (صحیح مسلم ص91ج2)۔ یہ تو روزمرہ کا محاورہ ہے کہ جب کسی شریف آدمی کو نا کردہ گناہ میں دھر لیا جاتا ہے تو وہ بطور استفہام اور استعجاب کے ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے کسی کو چوری کا الزام دیا جائے تو وہ کہے گا کہ کیا تم مجھے چور سمجھتے ہو؟ اس کے کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ اعتراف جرم کر رہا ہے بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ میں ایسا ہرگز نہیں ہوں تو میرے متعلق تمہیں اسکا شبہ کیوں گزرتا ہے؟ فاعھم ولا تکن من المعاندین، جناب والا اسی مسلم شریف میں ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے حضرت علیؓ کو ٹھوس جواب دے کر مطمئن کر دیا تو حضرت علیؓ نے تمام رنجش اور خلش بھلا کر بیعت کر لی تھی اصل الفاظ یہ ہیں۔

«ثم قام علی فعظم من حق ابی بکر وذکر فضیلتہ وسابقتہ ثم مضی الی ابی بکر فبایعہ» (صحیح مسلم ص92ج2)

کیا حضرت علیؓ نے کاذب، آثم اور غادر خائن کی بیعت کی تھی؟ جب وہ مل بیٹھے تھے تو آپ لوگوں کو کیوں اعتراض ہے؟ علاوہ ازیں۔ مسلم شریف ج 2 ص90 پر یہی الفاظ حضرت عباسؓ سے بھی مذکور ہیں جن کا حدف حضرت علیؓ ہیں، حضرت عمر فاروقؓ کی عدالت میں حضرت عباسؓ و علیؓ دونوں پیش ہوتے ہیں۔ حضرت عباسؓ ان القابات کے ساتھ حضرت علیؓ کے خلاف دعویٰ دائر کرتے ہیں

«فقال عباس یاامیر المومنین !اقض بینی وبین ہذاالکاذب الاثم الغادر الخائن» (مسلم ص90ج2 بروایت مالک بن انس)

اب حضرت علیؓ کی طرف سے جو جواب ہو گا ہماری طرف سے حضرت فاروقؓ کے حض میں بھی قبول فرمالیا جائے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص113

محدث فتویٰ